REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP. 3.

جلد ۲۷

شمارہ ۲۳

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. Pin. 143516.

یکم رجب ۱۳۹۸ھ   ۸ احسان ۱۳۵۷ ہش   ۸ جون ۱۹۷۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۵ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق فرانکفورٹ (جرمنی) سے آمدہ عزیز انعام الٰہی صاحب ابن مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش کے خط سے مورخہ ۲۸/۵ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔ اور حضور ۲۸/۵ کو جرمنی سے ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے وہاں ایک دو روز قیام کے بعد لندن کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے جانا تھا۔ احباب جماعت دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کے اس سفر کو ہر طرح بابرکت کرے اور سفر و حضر میں آپ کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور بخیریت مرکزِ سلسلہ میں واپس لائے۔ آمین

قادیان ۵ احسان (جون) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان مع اہل و عیال اور درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تبلیغی سفر یورپ کا مبارک آغاز

لندن تشریف لے جاتے ہوئے فرانکفورٹ میں ورودِ مسعود۔ فضائی مستقر پر اور مشن ہاؤس میں والہانہ استقبال

اخبار بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع شدہ اطلاع سے احباب کو علم ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جون کے شروع میں لندن میں احمدیہ مسلم مشن کے زیرِ اہتمام صلیب سے مسیح کی نجات کے متعلق بین الاقوامی کانفرنس میں شمولیت کے علاوہ یورپ میں تبلیغِ اسلام کی مہم کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے یورپ کا سفر اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ۸ مئی کو حضور مع رفقاء ساڑھے چھ بجے ربوہ سے بذریعہ کار لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔

اگلے روز یعنی ۹ مئی کو PIA کی گیارہ بجے کی پرواز سے کراچی روانگی تھی۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور الوداع کہنے کے لئے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کی کوٹھی پر احباب جمع ہو گئے۔ وقت چونکہ تھوڑا تھا اور گرمی شدید تھی، سبھی حاضرین سے ملاقات اور مصافحہ ممکن نہ تھا اس لئے امیر جماعت احمدیہ لاہور کے مشورہ پر حضور نے ۶۰ سال یا اس سے زائد عمر کے دوستوں کو ملاقات کا شرف بخشا اور پھر باہر پورچ میں کھڑے ہو کر احباب سے مختصراً خطاب فرمایا جس میں اس سفر کی غرض و غایت بیان کرنے کے بعد دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ کہ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ لندن کانفرنس کو غیر معمولی کامیابیوں سے نوازے۔ یورپ میں تبلیغِ اسلام کی نئی راہیں کھلیں۔ دنیوی لحاظ سے ترقی یافتہ قومیں روحانیت سے بھی حصہ پائیں۔ حضور کی یہ مختصر تقریر لمبی اور پُرسوز دعا پر ختم ہوئی۔

لاہور سے روانگی

۱۱½ بجے ہوائی جہاز لاہور سے روانہ ہو کر ایک بجے بعد دوپہر کراچی پہنچا۔ ہوائی اڈے پر مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی قیادت میں ایک ہزار سے زائد احباب نے حضور کا والہانہ استقبال کیا۔ حضور نے باری باری اُن سے مصافحے کئے۔ ہوائی مستقر سے سیدھے ہاؤسنگ سوسائیٹی میں محترم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب کی کوٹھی پر حضور تشریف لے گئے۔ کوٹھی کے باہر شامیانے لگا کر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کا انتظام تھا۔ حضور شام ساڑھے چھ بجے باہر تشریف لائے تو کثیر التعداد حاضر الوقت احباب کو حضور نے شرفِ مصافحہ بخشا۔ پھر بات سے ساڑھے آٹھ بجے رات تک احباب میں رونق افروز رہے۔ دلچسپ علمی حقائق اور روحانی نکات سے مستفید فرمایا۔ حضور کی اس مجلسِ علم و عرفان کے چیدہ چیدہ حصوں کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:-

کفنِ مسیح اور لندن کانفرنس

حضور نے فرمایا یہ Shroud (شراوڈ) جسے کفنِ مسیح بھی کہا جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس کی نمائش دوبار ہوئی۔ ایک دفعہ ۱۸۶۷ء میں اور دوسری دفعہ ۱۸۹۷ء میں۔ آپ کاسر صلیب تھے۔ آپ نے عیسائیت کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تنقید کی ہے۔ اور اُن کا بطلان ثابت کیا ہے لیکن اس کپڑے کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ میرے نزدیک آپ کا اس کو نظر انداز کرنا خالی از حکمت نہیں۔ یہ سوچنے والی بات ہے کہ آپ نے اس کو کیوں اہمیت نہیں دی۔ اس کا جواب انشاء اللہ لندن کانفرنس مہیا کرے گی۔ آپ نے فرمایا، یہ کپڑا حضرت مسیح کے واقعہ صلیب سے بچنے کی ایک دلیل تو ضرور ہے لیکن یہ عیسائیت کے اس عقیدہ کی بنیاد ہرگز نہیں بن سکتا جو کفارہ کی صورت میں ان میں رائج اور متداول ہے۔ کیونکہ خود عیسائی نقطۂ نگاہ سے حواریوں کی بڑی وزنی شہادتیں موجود ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو واقعہ صلیب تو پیش آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس آزمائش سے بچا لیا۔ وہ زندہ رہے اور اپنے مشن کو پورا کرنے میں کوشاں رہے۔

مجوزہ کانفرنس اور عیسائیت

حضور نے بتایا کہ ہماری لندن کانفرنس سے عیسائیوں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ نئی میں انہوں نے کفنِ مسیح پر کانفرنس کرنی تھی اور وہ اس کا پچھلے سال سے اعلان کر رہے تھے۔ اور پروگرام کے مطابق امریکہ کے چوٹی کے ماہر سائنسدانوں نے اس کپڑے کے مختلف ٹسٹ بھی کرنے تھے لیکن اب پتہ لگا ہے کہ انہوں نے اپنی کانفرنس کو اگست پر ملتوی کر دیا ہے (بعد کی اطلاع ہے کہ سرے سے کوئی پروگرام ہی نہیں رہا) عیسائیت کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو زبردست روحانی جنگ لڑی ہے اس کا ذکر کرنے کے بعد حضور نے فرمایا اب عیسائی پادری یہ کہنے لگے ہیں کہ اگر حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے تب بھی ان کے عقائد پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸/احسان ۱۳۵۷ ہش

برمی مُسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم!
اور
اُن کی جلاوطنی

برما کے مسلمان اس وقت جن لرزہ خیز مظالم کا نشانہ بن کر بالجبر ترکِ وطن پر مجبور ہو رہے ہیں ان کا اندازہ اب کچھ مشکل نہیں رہا۔ ہر روز اخبارات اور ریڈیو کی نشریات میں اس کی تفصیلات آرہی ہیں۔ اُن کو سُن کر کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ اپنے ہی وطن میں طرح طرح کے مظالم سے تنگ آکر اب تک پونے دو لاکھ سے زائد نفوس برما سے بنگلہ دیش پہنچ چکے ہیں۔ اور جو اُس سرزمین میں موت کی آغوش میں چلے گئے وہ اِس بھاری تعداد کے سوا ہیں۔ اِن غیر متوقع حالات میں برما سے ہزاروں نفوس کے یہ لُٹے پٹے قافلے بنگلہ دیش سرحد میں داخل ہوتے رہے اُن کے لئے یہاں کی حکومت مطلقاً تیار نہ تھی۔ جب دو ملکوں میں مسلّمہ سرحدات موجود ہوں تو ہر مُلک کو اپنے ہی مُلک کی آبادی کی طرف دھیان رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن جب غیر معمولی حالات کی مجبوری سے ایک غیر معمولی تعداد مظلومانہ حالت میں آجائے تو اُن کے لئے ہر قسم کے سامانِ راحت تو درکنار اُن کی خوراک اور عارضی رہائش کے لئے فوری انتظام کرنا ایک بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ اِسی بڑے مسئلہ سے اس وقت بنگلہ دیش دوچار ہے۔

بہرحال یہ خستہ حال مُسلمان اِس وقت بنگلہ دیش کے کیمپوں میں نہایت درجہ کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں۔ بنگلہ دیش حکومت کے اپنے وسائل اِس قدر نہیں کہ اُن کی دیکھ بھال کماحقہٗ کر سکے۔ محتاجی۔ بھوک۔ دُکھ۔ تکالیف اور انواع و اقسام کی اذیتوں سے ستائے ہوئے یہ لوگ ان کیمپوں میں پڑے ہیں جہاں نہ تو خوراک کا پورا انتظام ہے اور نہ ہی حفظانِ صحت کے اسباب میسّر ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہیضہ اور دوسری وبائی بیماریوں کے خوفناک طور پر اِس جگہ پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔

برما سے ایسے خستہ حال مُسلمانوں کے یہ ہزاروں کے قافلے جب بنگلہ دیش میں داخل ہوئے تو اُن کی طرف پہلے نہ تو جنرل اسمبلی اور نہ ہی کسی دُوسرے اسلامی یا غیر اسلامی مُلک کی توجہ ہوئی۔ لیکن جب حالات زیادہ پریشان کن صُورت اختیار کر گئے تو جنرل ضیاء الرحمٰن کی پُر زور اپیل کے نتیجہ میں بہت دیر بعد اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر کرٹ والڈ ہائیم نے ایک بڑی امدادی رقم کے لئے آسودہ حال ممالک میں اپیل کی۔ اور یہ بھی سُنا گیا ہے کہ اس کے بعد اب اسلامی لیگ بھی کسی قدر حرکت میں آئی ہے۔

اخبارات میں شائع شدہ تفصیلات کے مطابق اِس درد ناک داستان کا خلاصہ کچھ اِس طرح ہے کہ بنگلہ دیش کی سرحد سے ملنے والے صُوبہ اراکان کے مسلمانوں پر برمی فوجوں اور وہاں کی دُوسری غیر مُسلم آبادی کے پے در پے مظالم نے مسلمانوں کی نسل کُشی کی صورت اختیار کر لی۔ برما سے ترکِ وطن کر کے آنے والے ہزاروں کی تعداد میں سرحد پار کرتے رہے۔ اس حالت میں اُن پر کیا بیتی اِس کی داستان بڑی ہی لرزہ خیز ہے۔ پہاڑوں کی اوٹ میں برمی فوج کی اندھا دھند فائرنگ۔ مسلم خواتین کی عصمت دری۔ قتل و غارت۔ لُوٹ کھسوٹ مکانوں کی آتش زدگی، اس علاقے کا معمول بن گیا۔ اِس افراتفری میں جان بچانے کے لئے بھاگنے والوں کی ایک بھاری تعداد جو وہ بھی ہزاروں سے کم نہیں، قریب کے دریاؤں میں غرق ہو چکی ہے۔

ان تباہ حال مُسلمانوں میں سے جو مصائب کے طوفانوں سے زندہ بچ کر بنگلہ دیش پہنچے ہیں، اُن کی زبانی ملنے والی اطلاعات کے مطابق جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ برمی فوجوں اور دُوسرے مخالف افراد نے مسلمانوں کے ہزاروں مسلمان بچوں کو گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ دریاؤں میں غرق ہونے والے مُسلمانوں کی ہزاروں لاشیں تیرتی ہوئی پانی میں دیکھی گئیں۔ علاقے کی مساجد کو مسمار کیا گیا۔ قرآن مجید کے ڈیڑھ لاکھ نسخے نذرِ آتش کر دیئے گئے۔ دو سو سے زائد بستیاں اور چار سو سے زیادہ مساجد اور مدارس منہدم کئے جا چکے ہیں۔ زندہ مسلمان بچوّں سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ اور اُن کو طرح طرح سے اذیت دی جاتی ہے۔ ابھی ساری تفصیلات پُورے طور پر منظرِ عام پر نہیں آئی ہیں۔ ممکن ہے جب یہ سب باتیں کُھل کر سامنے آئیں تو صورتِ حال اور بھی زیادہ المناک اور لرزہ خیز ثابت ہو — !!

برما کی بیشتر آبادی بُدھ مت کی پیرو ہے۔ لیکن اراکان کے علاقہ میں اوہنگایا قبیلہ کے یہ ستم رسیدہ مسلمان دو صدیوں سے بھی پہلے سے آباد ہیں۔ یہی وہ بے نصیب لوگ ہیں جو اس وقت مسلم کُشی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ نہ صرف دو صدیاں پہلے بلکہ یہ مُسلمان تو اس خطّہ میں اُس وقت سے مقیم ہیں جب پہلے پہل مُسلمان تاجر سری لنکا، بنگال اور ہندوستان کے جنوبی علاقوں میں بغرضِ تجارت داخل ہوئے۔ اور پھر وہیں پر آباد ہو گئے۔ اِس تاریخی پس منظر میں برمی مُسلمانوں کی موجودہ نسل کا وطن بلاشُبہ برما ہی ہے۔ انہیں کسی صورت میں غیر ملکی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ ہی انہیں اُن حقوقِ شہریت سے محروم کیا جا سکتا ہے جو نسلاً بعد نسلٍ اِس سرزمین میں آباد ہو جانے کے سبب انہیں حاصل ہیں۔

برما ایک سوشلسٹ مُلک ہے۔ جس پر ۱۹۶۲ء کے فوجی انقلاب کے بعد فوجی انقلابی کونسل حکومت کرتی ہے۔ جس کے سربراہ جنرل نے وِن ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سوشلسٹ حکمران اپنے ہاں مذہبی گروہوں کی موجودگی پسند نہیں کرتے اور مسلمانوں کو تو بہ حیثیت مذہبی گروہ کے کمیونزم کے اثر و نفوذ میں ایک بڑی رُکاوٹ سمجھتے ہیں۔ لیکن اِس کے برعکس حکومتِ برما کا موقف یہ ہے کہ صُوبہ اراکان اور دوسرے علاقوں میں طویل عرصہ سے رہنے والے مسلمان سب کے سب غیر قانونی طور پر برما میں داخل ہو کر آباد ہو گئے تھے۔ اِس لئے اِن غیر ملکیوں کا انخلاء اُن کے نزدیک بالکل درست ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برما کے مُسلمانوں کے خلاف موجودہ کارروائی کا آغاز ۱۹۷۰ء میں کیا گیا۔ جب مُسلمانوں کے شناختی کاغذات چھین کر ضائع کر دیئے جاتے اور پھر انہیں غیر مُلکی قرار دے کر مُلک سے نکل جانے کا حکم دیا جاتا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ سوال بھی اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ کیا برما کے یہ مسلمان بنگلہ دیش کے شہری ہیں کہ انہیں بنگلہ دیش میں دھکیلا جا رہا ہے۔ اِدھر بنگلہ دیش حکومت اپنے مخصوص حالات اور عسکری وسائل کی گوناگوں کمی کے سبب برما کے خلاف کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں. اِس لئے اُن کی اِس کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جنرل ضیاء الرحمٰن ان پناہ گزین برادرانِ اسلام کو اپنے مُلک میں پناہ بھی دے رہے ہیں اور اُن کی ممکن حد تک مدد بھی کر رہے ہیں۔ لیکن ایسی بڑی تعداد کی جملہ ضروریات پُورا کرنا کوئی معمولی بات نہیں اِس لئے انہوں نے جنرل اسمبلی کے سیکرٹری جنرل سے امداد کی اپیل کی ہے۔

اِس ساری صورتِ حال کے پسِ منظر میں یہ بات ایک اہم سوالیہ نشان بن کر سامنے آتی ہے کہ جب دُنیا میں اِس وقت مسلمان ایک بہت بڑی تعداد میں ہیں اور اُن کے پاس اچھی خاصی خود مختار حکومتیں بھی ہیں۔ مالی وسائل کی بھی اُن کے پاس کسی طرح کی کمی نہیں۔ لیکن تعجب کا مقام ہے کہ انہیں کے بھائی کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی جگہ ظلم و استبداد اور جور و جفا کا نشانہ بنتے آرہے ہیں۔ اور یہ اسلامی مملکتیں اور مالی وسائل سے مالا مال ممالک مظلوموں کی مدد کے لئے اِس قدر جلد میدان میں نہیں آرہے یا نہیں آسکتے؟ حالانکہ اسلام نے ہر مسلمان کو جو بُنیادی تعلیم دے رکھی ہے وہ یہی ہے کہ رُوئے زمین کے تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جس کے ایک حصّہ کے آفت زدہ ہونے کے نتیجہ میں سارے جسم کو ہی اس کی درد محسوس ہونی چاہیئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اِس اسلامی جذبے کا ایسے مواقع پر فوری اظہار نہیں ہوتا؟

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ بین المملکتی قوانین اور آپسی معاہدات اِس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کوئی بھی اسلامی مُلک کسی بھی ظلم کرنے والے ملک

(باقی صلا پر)

خطبہ جمعہ

اسلامی تعلیم کی رُو سے انسان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو احکامِ الٰہی کی اطاعت کرے اور چاہے تو نہ کرے

یہ اختیار اُسے اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کی صحیح نشوونما کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرے

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس اختیار کو کوئی طاقت چھین نہیں سکتی نہ کسی کو زبردستی مومن بنایا جا سکتا ہے اور نہ کافر

دُعا کریں کہ ہم ہمیشہ ہی ہدایت کی راہ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور لوگ قرآن کریم کی صداقتوں کو سمجھنے لگ جائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ اخاء ۱۳۵۶ ہش مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

قبل اس کے کہ میں آج کا خطبہ شروع کروں میں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ میں نے سلسلہ مضامین شروع کیا تھا آج اس سے ہٹ کر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

ہماری یہ کائنات جو ہر دو جہان پر مشتمل ہے اور جسے انگریزی میں یونیورس (UNIVERSE) کہا جاتا ہے۔ اس کی زندگی اور بقاء کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ویسے تو خدا جانے اس کی مخلوقات ہیں اور کتنی کائناتیں یا ہر دو جہان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے جو کائنات مراد ہے اس کی اور ہر دوسری کائنات کی

زندگی کا دارومدار

اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات جلوہ گر ہیں۔ خدائی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں۔ باوجود اس کے ان میں کوئی تضاد نہیں بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کی بعض صفات اس کی بعض اور صفات کے مخالف کام کر رہی ہوں یعنی ایک صفت کے بعض جلوے اسی صفت کے بعض دوسرے جلووں سے متضاد ہوں۔ ہر چیز خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں میں بندھ کر ایک بنی ہوئی ہے۔ ساری کائنات کا آپس میں تعلق ہے اور بڑا گہرا تعلق ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں میں ہمیں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ سورۂ ملک کے شروع میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن کریم نے متعدد جگہ اس کا ذکر کیا ہے۔

جب ہم اس کائنات پر مجموعی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ کائنات دو حصوں میں تقسیم نظر آتی ہے۔ ایک حصہ تو وہ ہے جو انسان کے علاوہ کائنات کی ہر چیز پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ خود انسان سے تعلق رکھتا ہے۔ گویا ایک حصہ کا تعلق انسان سے ہے اور دوسرے حصہ کا تعلق انسان کے علاوہ دیگر مخلوقات سے ہے۔ انسان کے علاوہ ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اس اصول سے باندھا ہے کہ اسے جو کہا جائے گا وہ ویسا ہی کرے گی۔ انسان کے علاوہ کسی چیز کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کر سکے۔ اُسے جو کہا جاتا ہے یا اس کے لئے جو امر صادر ہوتا ہے اُسی کے مطابق اُس کا فعل ہوتا ہے اور چونکہ وہ حکم ماننے والی اشیاء ہیں اس لئے ان کے متعلق ترقی یا تنزل کا سوال عقلاً کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جہاں تک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے کا سوال ہے یہ درخت جو ہمیں نظر آتے ہیں یا یہ دریا جن میں پانی بہتا ہے یہ اور اسی قسم کی دوسری چیزیں خدا کے ساتھ تعلق رکھنے میں ترقی بھی کر سکتی ہیں یا تنزل بھی کر سکتی ہیں۔ یہ عقلاً نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ان کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے رب سے یہی ہے کہ اُن کو جو حکم ملے گا وہ اُسے بجا لائیں گے۔

کائنات کا دوسرا حصہ انسان سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان کو اپنی زندگی اور وجود کے ایک خاص دائرے میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو

اللہ تعالیٰ کے احکام

کی اطاعت کرے اور چاہے تو اُن کی اطاعت نہ کرے۔ لیکن انسان کے علاوہ کائنات کی دوسری قسم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا وہ تو يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ کی رُو سے وہی کچھ کرتے ہیں جس کا خدا اُن کو حکم دیتا ہے اور اُن کو حکم یہ ہے کہ تم نے انسان کی خدمت کرنی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو بلا استثناء اصولی طور پر یہ حکم دے رکھا ہے کہ اُس نے انسان کی خدمت کرنی ہے۔ گو خدمت کی شکلیں مختلف بن جاتی ہیں لیکن کائنات کی ہر شئے اصولی طور پر انسان کی کسی نہ کسی خدمت پر مامور ہے۔

جہاں تک انسان کا تعلق ہے اس کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ لیکن اس اختیار کے باوجود خدا تعالیٰ نے انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اس کے حصول کے لئے جو بہترین صلاحیتیں اور استعدادیں ممکن ہو سکتی تھیں وہ سب انسان کی فطرت کے اندر رکھ دی گئی ہیں۔ جہاں انسان کے علاوہ دوسری اشیاء کو یہ حکم ہے کہ وہ انسان کی خدمت کریں وہاں انسان کو بنیادی طور پر یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ کائنات کی ہر شئے سے خدمت لے۔ گویا کائنات کی ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگا دیا گیا ہے۔

غرض خدا تعالیٰ نے انسان کو یہ قوت عطا کی ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز سے خدمت لے سکے۔ لیکن کامل طاقتیں دینے کے بعد ہر انسان کے ساتھ ایک طرف

داعی الی الخیر

اور دوسری طرف داعی الی الشر لگا دیا۔ اور یہ ایک نظام ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر قائم کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو فطرت صحیحہ کاملہ عطا کی اور پھر جس غرض کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اس کو پورا کرنے کی اُسے طاقت بخشی۔ لیکن اس کے ساتھ داعی الخیر اور داعی الی الشر بھی لگا دیا۔ داعی الی الخیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرو اور داعی الی الشر کہتا ہے اطاعت نہ کرو۔ اب یہ انسان کی عقل و فراست پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو داعی الی الخیر کی آواز سُنے اور اپنی فطرتِ صحیحہ کے مطابق خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے اعمال بجا لائے اور اگر چاہے تو داعی الی الشر کی آواز پر کان دھرے اور خدا تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکل جائے۔ پھر ہمیں یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ بعض بیرونی طاقتیں داعی الخیر کے

ساتھ بھی ملتی ہیں اور داعی الی الشّر کے ساتھ بھی۔ ذوالبطنہ پیدا کرتی ہیں یعنی انسان کے اندر نیکی اور بدی کی جو آواز ہے اُس پر بعض بیرونی طاقتیں اثر ڈالنا چاہتی ہیں۔ اگر داعی الی الخیر کے ساتھ کوئی بیرونی اثرات نہ مل سکتے تو

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نہ کہا جاتا اور اگر داعی الی الشّر کے ساتھ باہر کا اثر شامل نہ ہو سکتا اور یہ ممکن نہ ہوتا تو "شیطان کی ذرّیت" جس کا قرآن کریم نے مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے اس کا کوئی سوال باقی نہ رہتا۔ غرض ہر انسان کے اندر داعی الی الخیر اور داعی الی الشّر کی دو اندرونی طاقتیں ہیں لیکن ان پر باہر سے اثر انداز ہونے والی بھی کچھ طاقتیں ہیں۔

جیسا کہ اسلام نے ہمیں بتایا ہے انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اس کائنات میں اپنی

صلاحیتوں کی صحیح نشو و نما

کرکے خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرے۔ قُربِ الٰہی کے حصول کے لئے غیر محدود ترقیات کے راستوں پر چلے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے نتیجہ میں ہر انسان اپنے دائرہ استعداد میں خدا تعالیٰ سے وصال حاصل کرے کیونکہ قُربِ الٰہی کا حصول ہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

قرآن کریم نے بیسیوں جگہ مختلف پیرایوں میں ان بنیادی حقیقتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اگر یہ بات درست اور جیسا کہ قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ درست ہے تو پھر غیر اللہ کی طرف سے انسان پر جبر روا رکھنا عقلاً ناجائز ہے۔ انسان پر جبر کرنا خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔ جب خدائے علیم و خبیر نے انسان کو یہ اختیار دیا ہے کہ اعمال کا بجالانا اس کی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو وہ اپنی مرضی سے اپنے داعی الی الخیر کی آواز سُنے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنی زندگی گذارے اور چاہے تو وہ اپنے داعی الی الشّر کی آواز پر کان دھرے اور اپنی

فطرت کے تقاضوں کے خلاف

خدا تعالیٰ سے دُوری اور مہجوری کی راہوں کو اختیار کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اختیار دیا ہے تو اللہ کے علاوہ دنیا میں اور کونسی طاقت ہے جو انسان سے یہ اختیار چھیننے کا حق رکھتی ہو۔ ظاہر ہے کوئی طاقت حق نہیں رکھتی۔ ہر انسان نے خود اپنے متعلق یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ قربِ الٰہی کی راہوں کو اختیار کرے گا یا شیطان کے ورغلانے میں آکر صراطِ مستقیم سے بھٹک جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب نہ ہوا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپؐ کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اس معاملے میں یعنی انسان کے اس اختیار میں دخل دیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو جو اختیار عطا کیا ہے، اُسے کوئی نہیں چھین سکتا۔ انسان کو یہ اختیار اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کائنات میں صرف انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کے لئے غیر محدود ترقیات کے دروازے کھولے گئے ہیں اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ انسان کے علاوہ ہر شئے کے لئے نہ چھوٹی اور نہ بڑی کسی قسم کی اخلاقی اور روحانی ترقی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اُس نے تو حکم ماننا ہے ترقی کرنے یا نہ کرنے کا سوال تب پیدا ہوتا ہے کہ حکم ماننا ہے یا نہیں ماننا۔ جس چیز کے متعلق یہ سوال پیدا ہی ہوتا کہ حکم عدولی بھی کر سکتی ہے یا اس نے اپنی مرضی سے حکم ماننا ہے تو اس کے لئے ثواب کے میدانوں میں کوئی ترقیات نہیں۔ خدا تعالیٰ نے صرف انسانوں پر یہ فضل کیا ہے کہ وہ اپنی خداداد طاقتوں سے کام لے کر روحانی ترقیات کر سکتا ہے اور

ابدی جنّتوں کا وارث

بن سکتا ہے۔ اور دراصل یہی وہ نکتہ ہے جس پر آج میں زور دینا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا انسان پر یہ بڑا احسان ہے کہ اُس نے اپنی رحمت سے انسان پر فضل اور رحم کرتے ہوئے اسے قربِ الٰہی کی راہیں دکھلائیں اور وصالِ الٰہی کے دروازے اس پر کھولے اور بے شمار نعمتیں اُس پر نازل کیں حالانکہ انسان ہے کیا۔ بس ایک ذرّہ ناچیز ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کے ان احسانوں پر غور کرتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے کہ اس کی ہستی ہی کیا ہے اور وہ ہے کیا چیز۔ لیکن خدا تعالیٰ کتنا پیار کرنے والا ہے۔ اس نے انسان کو غیر محدود ترقیات سے نوازا۔ اسلام کے سارے کے سارے احکام جو اوامر اور نواہی پر مشتمل ہیں، انسان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ یعنی نواہی ہیں، تو تنزّل سے بچنے کے لئے۔ اور اوامر ہیں، تو ترقیات کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

ہماری یہ دنیا عمل کی دنیا ہے اور اس جہان کی زندگی کے ساتھ امتحان لگا ہُوا ہے اس میں نیکی اور بدی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے لیکن بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ شاید اگلے جہان میں کوئی عمل نہیں ہوگا، ترقیات نہیں ہوں گی قُرب کے میدانوں میں۔ بس یہاں سے جو کچھ حاصل کیا اس کے بدلے میں انسان کو ایک ایسی جنّت مل جائے گی جس کے اندر کوئی تغیّر اور ترقی نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہر صبح کو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا (پتہ نہیں وہاں دن کیسے ہوگا اور رات کیسی۔ ہمیں تو سمجھانے کے لئے یہ بتایا گیا ہے) کہ ہر صبح جنّتیوں کو ایک ترقی یافتہ منزل کی طرف نشاندہی کی جائے گی اور وہ وہاں پہنچ جائیں گے پس گو وہاں بھی عمل ہے لیکن وہ عمل نہیں جس کے ساتھ ابتلاء اور امتحان لگا ہُوا ہوتا ہے۔ وہاں جو عمل ہے وہ

خدا تعالیٰ کی معرفت کے نتیجہ میں

صحیح رنگ اور صحیح معنے میں خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا ہے۔ اس دنیا میں بھی تو سب سے اعلیٰ اور سب سے احسن اور سب سے اچھا عمل ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا ہی ہے۔ باقی ساری چیزیں اسی کے نیچے آجاتی ہیں۔ اس جہان کی جو نیکیاں ہیں وہ بھی دراصل ذکرِ الٰہی ہی کے زمرہ میں آتی ہیں۔ یہ ایک الگ مضمون ہے اس کی طرف صرف اشارہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو رضائے الٰہی کی جنّتوں میں لے جائے۔ جنّت میں امتحان تو نہیں ہوگا لیکن وہ زندگی بے عملی کی پھیکی اور روکھی سوکھی زندگی نہیں ہے کہ گویا وہاں انسان کے لئے کچھ کرنا ہی نہیں۔ بلکہ وہاں بھی ایک عمل ہے اور وہاں بھی ترقیات کے دروازے ہیں اور وہاں بھی آگے بڑھنا ہے اور خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ انعام کو پانا اور اس سے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جانا ہے۔

پس جب ہم اس کائنات پر نظر ڈالتے ہیں اور

قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں

غور کرتے ہیں تو یہ شکل سامنے آتی ہے اور اس سے لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر انسان آزاد ہے اپنے اعتقاد میں بھی اور آزاد ہے اپنے عمل میں بھی۔ وہ عقیدہ جس کا اعلان کسی کی زبان سے زبردستی کروایا جائے وہ نیکی نہیں ہے اور نہ کسی کا یہ حق ہے کہ وہ ایسا کروائے۔ اسی طرح وہ عمل صالح جو گردن پر تلوار رکھ کر کروایا جاوے وہ بھی نیکی نہیں۔ نیکی وہی ہے اور وہی عمل خدا کو پیارا ہے جس میں احکامِ الٰہی کی اطاعت مدّنظر ہو۔ خدا کے نزدیک ایک اچھا عقیدہ وہی ہے جسے انسان اپنی مرضی سے اختیار کرتا ہے۔ اسلامی تعلیم کے مطابق عقیدۂ صحیحہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے مطابق اپنی زندگی میں اعمال بجالائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مذہبی آزادی یعنی ایمان لانے یا نہ لانے کے اس اختیار کا جو خدا نے انسان کو دیا ہے متعدد جگہ ذکر کیا ہے۔ اس وقت

میں دو آیات کو لوں گا

اوّل۔ اللہ تعالیٰ سورۂ کہف میں فرماتا ہے:
وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (آیت : ۳۰)

اے رسول! تو لوگوں کو کہدے کہ یہ تو حقیقت ہے کہ قرآن کریم اور اسلامی تعلیم حق و صداقت پر مبنی ہے جو تیرے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس سے اگرچہ انکار نہیں کیا جا سکتا مگر کسی انسان پر کوئی زبردستی نہیں ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ جو آدمی چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے، اپنی مرضی سے اپنے ایمان کا اعلان کرے۔ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اور جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لانے سے انکار کرے اور کفر کی راہ کو اختیار کرے۔ مگر کسی کو یہ نہ بھول جانا چاہیئے کہ

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا

خدا تعالیٰ نے ظالموں کے لئے جو فطرت انسانی کی صلاحیتوں کو بے موقع اور بے کار خرچ کرتے ہیں۔ (ظلم کے معنے کسی کام کو بے موقع و محل کرنے کے ہیں) اور

فطرتِ صحیحہ کے مطابق

کام نہیں کرتے۔ داعی الی الخیر کی آواز کو نہیں سنتے اُن کے لئے ایک ایسی آگ تیار کی گئی ہے جس کی چار دیواری نے ان کو گھیرا ہوا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ کے متعلق قرآن کریم میں کئی اور جگہوں پر بھی اعلان ہوا ہے مثلاً یہی کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ السجدہ آیت : ۳۱)

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ کے مطابق وہ اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں اور پھر ایمان پر استقامت اختیار رکھتے ہیں، فرشتے خدا تعالیٰ کی بشارتیں لے کر یعنی خدا تعالیٰ کے پیار کے پیغام لے کر اُن پر نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں جب خدا سے تمہارا تعلق ہے تو پھر اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا تمہیں کسی کا خوف نہیں ہونا چاہیئے اور نہ کسی کا حزن۔ تم سے جو غلطیاں ہوئیں وہ معاف ہو گئیں۔ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ تم خوش ہو جاؤ کہ خدا نے اپنی پیار کی جس جنت کا وعدہ کیا تھا خدا کی نگاہ میں تم اس کے مستحق ہو گئے۔

پس گفتگو کے موقعہ پر ایک دوسرے کو آرام سے سمجھانا اور الٰہی بشارتوں کو یاد دلانا اور ایمانِ صحیح اور اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں انسان کے لئے جو انعامات مقدر ہیں اُن کا ذکر کرنا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو بیان کرنا یہ تو ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی شخص نہیں مانتا تو اس سے زبردستی کوئی نہیں کرنی۔

انسان کی زندگی کا مقصد

یہ ہے کہ وہ قربِ الٰہی کو حاصل کرے تاکہ اُسے کامل اطمینان نصیب ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر آیت : ۲۸، ۲۹)

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے انسان کو احسنِ تقویم کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے اس لئے انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے جو قوتیں اور استعدادیں دی گئی ہیں وہ اُن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔ خدا تعالیٰ کا وصل اُسے نصیب ہو۔ چنانچہ سورۂ فجر کی ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو اور خدا تعالیٰ کا پیار نہ ملے اُس وقت تک اُسے اطمینانِ کامل کبھی نصیب نہیں ہوتا چنانچہ تم دیکھ لو آج دنیا میں جس طرف بھی نظر دوڑاؤ تمہیں کامل اطمینان کا فقدان نظر آئے گا۔ امریکہ میں بھی اور روس میں بھی۔ لوگوں نے دنیا تو بہت اکٹھی کر لی لیکن دل کا اطمینان اُن کو حاصل نہیں۔ میں انگلستان میں پڑھتا رہا ہوں۔ میں وہاں کھل کر کہتا تھا کہ اطمینانِ قلب تمہیں اسلام کے سوا کہیں نہیں مل سکتا۔ جو طالب علم میرے ساتھ بے تکلّف تھے وہ کہا کرتے تھے کہ انہیں سب کچھ مل گیا لیکن اطمینانِ قلب نہیں ملا۔ اب بھی میں جب کبھی باہر کے ملکوں کے دورے پر جاتا ہوں سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ دنیا مل گئی۔ دولت مل گئی۔ سائنسی تحقیقات کے میدان میں ترقی کر لی (اور نالائقیوں کی وجہ سے ان کے غلط استعمال پر بھی جرأت مل گئی) لیکن اُن کو اطمینانِ قلب نصیب نہیں ہوا۔ کیسے نصیب ہوتا جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس آواز کو نہیں سنتے جو قرآن کریم کے ذریعہ بلند کی جاتی ہے پس

یاد رکھنا چاہیئے

کہ اللہ تعالیٰ کے وصل کے بغیر انسان کو کامل اطمینان نہیں مل سکتا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے لیکن فطرت کی تمام صلاحیتوں کی کامل نشوونما اور پھر صحیح استعمال ہی کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کیا کرتا ہے۔ غرض قرآن کریم نے یہ اعلان کیا

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ اور یہ بھی اعلان کیا

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ یعنی تمہیں اختیار تو ہے کہ تمہاری مرضی ہو تو ایمان لاؤ اور مرضی ہو تو نہ لاؤ لیکن یہ بھی تمہیں بتا دیا جاتا ہے کہ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ" (النساء آیت : ۱۷۱)

خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول حق لے کر تو آ گیا ہے تمہیں اجازت بھی دیدی گئی۔ تمہاری مرضی ہے ایمان لاؤ یا نہ لاؤ لیکن تمہیں یہ بتا دینا ضروری ہے فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ تم ایمان لاؤ گے تو اس میں تمہاری اپنی بھلائی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بڑے پیار سے سمجھاتا ہے کہ بنیادی طور پر مذہبی آزادی تو ہے لیکن حقیقی کامیابی اسی میں ہے کہ انسان خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لا کر اعمالِ صالحہ بجا لائے۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں

مذہبی آزادی کے بارہ میں

اس وقت میں صرف دو آیات کی تشریح کروں گا۔ پہلی تو سورۂ کہف کی آیت ہے جس کے متعلق میں مختصراً بتا چکا ہوں اب میں دوسری آیت کو لیتا ہوں اور وہ سورۃ یونس کی آیت ہے

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ" (آیت : ۱۰۹)

اے رسول! لوگوں سے کہدو کہ تمہارے ربّ کی طرف سے ایک کامل صداقت نازل ہو گئی ہے۔ چونکہ پہلے مخاطب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور پھر آپؐ کے متبعین ہیں۔ قرآن کریم کی ہدایت چونکہ قیامت تک ہے اس لئے یہ حکم آپؐ کی وساطت سے آپؐ کے متبعین اور پھر سب انسانوں کو قیامت تک کے لئے ملا ہے۔ فرمایا:

"قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ"

تمہارے رب کی طرف سے ایک کامل صداقت نازل ہو گئی ہے۔ فَمَنِ اهْتَدٰى اب جو شخص اپنی مرضی سے اس کی بتائی ہوئی ہدایت کو اختیار کرتا ہے فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ تو وہ اپنی جان کے فائدہ ہی کے لئے ہدایت کو اختیار کرے اور اگر وہ اختیار نہ کرنا چاہے تو اس پر

خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے

کوئی جبر نہیں البتہ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا جو شخص

اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کے بھٹکنے کا وبال اسی کی جان پر ہے اس لئے ہر انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ خوب سوچ لے اور پھر کوئی فیصلہ کرے۔ غرض خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ اعلان کر دیا کہ اے لوگو تمہیں مذہبی طور پر آزادی ہے۔ تم نے اپنا فیصلہ خود کرنا ہے کہ ہدایت کی راہ پر چلنا ہے یا گمراہی کو اختیار کرنا ہے۔ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔ میں تمہارا وکیل نہیں ہوں۔ میرے اوپر تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ بیان کیا۔ فرمایا :-

"اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (القصص آیت : ۵۷)

اے رسولؐ ! جس کو تو پسند کرے اس کو ہدایت نہیں دے سکتا کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے کہ وہ کسی کو ہدایت دے یا نہ دے۔ یہ الگ طور پر ایک لمبا مضمون ہے اس کی تفصیل میں تو اس وقت نہیں جاؤں گا۔ جو شخص ہدایت پانے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اس کے مطابق عمل بھی بجا لاتا ہے تو اگرچہ بشری کمزوریاں انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ ویسے یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کیا جائے اس وقت تک حقیقی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ اور بظاہر

صحیح عقیدہ کے باوجود

انسان کے اعمال صالحہ رد کر دیئے جاتے ہیں اور وہ عند اللہ قبول نہیں ہوتے۔ ان کے بیچ میں کوئی گندی چیز آجاتی ہے اور چونکہ خدا تعالےٰ کی ذات پاک ہے وہ کہتا ہے۔ میں ایسے عمل کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ تم اچھے عمل کرنے کے بعد دعا سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کرو تاکہ تمہارا ایمان خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہو جائے۔ فرمایا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ آخری فیصلہ اسی کے اختیار میں ہے کیونکہ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ وہ جانتا ہے کہ کون ہدایت یافتہ ہے اور نہیں ہے۔ کسی شخص کے اعمال واقعی قبول ہو جائیں گے اور اس کی بشری کمزوریاں معاف کر دیا جائے گا اور وہ ہدایت یافتہ گروہ میں آجائے گا۔ پھر اسی مضمون کو ایک اور جگہ بیان کیا۔ فرمایا :-

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ (البقرہ آیت : ۲۷۳)

اے رسولؐ ! لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لانا تیرا کام نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت کی راہ پر لے آتا ہے قرآن کریم کی یہ بھی

ایک عجیب شان

ہے۔ ہم اپنے ایک خاص مضمون کیلئے آیاتِ قرآنیہ سے ایک ایک فقرہ اٹھاتے ہیں تو بظاہر ایسا لگتا ہے کہ شاید تکرار ہے اور ایک ہی بات کو دہرایا گیا ہے۔ بات دہرائی نہیں جاتی بلکہ ایک نئے پیرایہ میں ایک نئی بات بتائی جاتی ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت کے اس ٹکڑے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسولؐ ! لوگوں کو ہدایت دینا تیرا کام نہیں ہے یہ خدا کا کام ہے وہ جس کے اعمال قبول کرے گا اسے ہدایت یافتہ گروہ میں شامل کر دے گا۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں انسان کیساتھ داعی الی الخیر لگا ہوا ہے یعنی انسان کی فطرت کی وہ آواز جو اسے نیکی کرنے پر ابھارتی ہے لیکن صرف یہی نہیں بلکہ تعاونوا علی البر والتقوٰی کی رو سے بیرونی اثرات کا بھی دخل ہے چنانچہ اس مضمون کو زیادہ واضح طور پر ذیل کی آیہ کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

"اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (النحل آیت : ۱۲۶)

اے رسولؐ ! لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ذریعہ اپنے رب کی راہ کی طرف بلا۔ کوئی سختی بھی نہیں کرنی سوائے اس کے کہ کسی کی بھلائی مدنظر ہو۔ کیونکہ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یہ تو اللہ کو علم ہے کہ واقع میں وہ کون شخص ہے جس نے پورے طور پر داعی الی الشر کی بات مان کر خدا تعالےٰ کی راہ سے دوری اختیار کرلی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے جن کے اعمال اور مجاہدہ اور کوششوں کو قبول کرنا ہے جو ہدایت کے راستوں میں کی جاتی ہیں۔ تو بعض جگہ سخت لفظ بولے جاتے ہیں لیکن ان میں غصے کا اظہار نہیں ہوتا۔ آخر ہر سخت کلمہ غصے کے نتیجہ میں تو نہیں بولا جاتا۔ مثلاً ہمارا اپنا تجربہ ہے سمجھدار ماں باپ بھی جانتے ہیں کہ گھروں میں ڈیڑھ

دو سال کا بچہ جو کچھ کچھ بات سمجھتا ہے اس کو اگر غصے والی شکل بنا کر کسی بات سے منع کریں تو وہ رونے لگ جائیگا اور وہی فقرہ مسکراتے ہوئے کہیں تو وہ بھی مسکرانے لگ جائے گا۔ پس خدا تعالےٰ اور اس کے بندے اس معنی میں غضب کا اظہار نہیں کرتے جس معنے میں ایک مغضوب الغضب انسان غضب کا اظہار کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی اپنے لئے غضب کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں بھی دراصل اس کی

رحمت کا ہی کوئی نہ کوئی پہلو

بیان ہوا ہے اور اس میں بھی مخاطب کی بھلائی ہی مقصود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا :- "فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ" (الشوریٰ آیت : ۴۱)

کہ اگر اصلاح کی توقع ہو تو معاف کر دینا بہتر ہے لیکن اگر تم سمجھو کہ بڑا ڈھیٹ آدمی ہے جب تک کوئی تھوڑی سی سختی نہ کی جائے گی اس کو سمجھ نہیں آئے گی اور اس کا دماغ درست نہیں ہوگا اور وہ ظلم پر قائم رہے گا تو اس کی بھلائی کے لئے تم سختی کرو مگر اپنے غصے کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ اس کی اصلاح کی خاطر۔

پھر ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

"وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ ...... الخ (الانعام آیت : ۶۷) ایک رنگ میں یہ بیان ہمارے جذبات کی تاروں کو چھیڑتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی ہدایت لے کر آئے لیکن قوم نے اس پیغام کی تکذیب کر دی اور اسے جھوٹا قرار دیدیا حالانکہ وَهُوَ الْحَقُّ یہ تو ایک صداقت ہے یہ تو ایک سچائی ہے۔ لیکن فرمایا قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ"

اے رسولؐ تم ان سے کہدو۔ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں یہ فیصلہ بہرحال تم نے کرنا ہے کہ آیا تم اپنی مرضی سے ایمان کا اظہار کرو گے اور ہدایت کی راہوں کو اختیار کرو گے اور خدا تعالےٰ کی بتائی ہوئی ہدایت کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے قرب کی تلاش کرو گے یا تم کفر کا اعلان کرو گے اور خدا تعالیٰ سے دوری کی راہوں کو اختیار کرو گے۔ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ نے میرے اوپر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی کہ میں تم پر جبر کر کے زبردستی کے طور پر کسی مادی طاقت کے ذریعہ تمہارے اس اختیار کو چھین کر جو خدا تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تمہیں ہدایت کی راہوں کی طرف لاؤں۔

قرآن کریم سے تو یہ مسئلہ صاف ہے۔ کوئی شخص کسی کو نہ تو زبردستی مومن بنا سکتا ہے اور نہ کسی کو زبردستی کافر بنا سکتا ہے اس لئے کہ ہدایت کے راستوں پر جس آدمی کی جدوجہد عند اللہ مقبول ہوگئی وہی مومن ہوتا ہے پس جہاں تک ایمانیات کا تعلق ہے قبول کرنا یا نہ کرنا بندے کا کام نہیں۔ یہ خدا کا کام ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میں خدا کا ایک عاجز بندہ ہوں اور بڑا ہی کمزور انسان ہوں۔ میں خدا تعالےٰ کی نازل کردہ ہدایت پر ایمان لاتا ہوں۔ میں مومن ہوں اور اپنی طرف سے اپنی بساط کے مطابق بڑی عاجزی کے ساتھ جتنی بھی مجھے طاقت ہے میں خدا تعالےٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو ایسی صورت میں کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اسے یہ کہے کہ نہیں ! تو ایمان نہیں لایا۔ اور یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ تو کافر ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے ہیں کہ میں کسی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم کافر ہو تو اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں تم کافر ہو وہ گویا اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا بناتا ہے پس اللہ تعالیٰ ایسے دماغ کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔

ہمارا کام غصہ کرنا نہیں

ہمارا کام دعائیں کرنا اور پیار سے سمجھانا ہے۔

دوستوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس تعلیم کی روشنی میں جسے میں نے مختصراً ابھی بیان کیا ہے دو دعائیں خاص طور پر کریں۔ ایک یہ دعا کریں کہ اے خدا ! اگرچہ تو نے ہم عاجز بندوں کو یہ اختیار دیا ہے کہ چاہیں تو ایمان لائیں اور چاہیں تو کفر کی راہوں کو اختیار کریں لیکن اے خدا ! ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں اس بات کی توفیق عطا کر کہ ہم ہمیشہ ہی ہدایت کی راہوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور دوسری دعا یہ کریں کہ جو لوگ اس وقت قرآن کریم کی صداقتوں کو سمجھ نہیں رہے وہ سمجھنے لگ جائیں۔ اس وقت یورپ، امریکہ، افریقہ، روس، چین، اور جزائر میں ایک بہت بڑی دنیا ایسی ہے جو قرآن کریم کی ہدایت سے دور ہے۔ ہم کوئی چیز زبردستی تو ان پر ٹھونس نہیں سکتے۔ نہ ہی وہ قومیں جو دنیوی لحاظ سے آزاد ہیں کسی زبردستی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اے خدا ! دلوں کو پھیرنا تیرے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں تمثیلی زبان میں بیان ہوا ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے وہ دائیں طرف حرکت دے تو زاویہ اور بن جاتا ہے اور بائیں طرف حرکت دے تو زاویہ اور بن جاتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں ایسی حرکت پیدا ہو کہ اسکے نتیجہ میں ایسا زاویہ بن جائے کہ یہ بھٹکی ہوئی روحیں خدا تعالیٰ کو شناخت کرنے لگیں اور اسکی صفات کی معرفت حاصل کرلیں اور ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ اللّٰھم آمین

انفاق فی سبیل اللہ اور اس کی اہمیت

از مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب بانی — کلکتہ

(۱)

قرآن پاک کے ابتداء میں ہی اللہ تعالےٰ نے متقیوں اور مومنوں کی جو علامات اور صفات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں منجملہ دوسری صفات کے ایک یہ ہے کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ ہم نے جو کچھ بھی اپنے فضل سے مؤمنوں کو عطا کیا ہے اسی میں سے وہ خرچ کرتے ہیں معمولی غور کرنے سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ رزق سے مراد اس جگہ صرف مال و دولت ہی نہیں بلکہ اس کا اطلاق خدا تعالےٰ کی ہر عطا پر ہے مال و دولت۔ علم۔ عقل۔ عزت۔ وجاہت اثر و رسوخ وغیرہ یا مختصراً اس بات کو ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہماری پوری عمر اور زندگی خدا تعالےٰ کی عطاء کردہ ہے اور اس کی ذیل میں جملہ عنایات آجاتی ہیں۔

اس تمہید کے بعد خاکسار عرض کرتا ہے کہ آیئے آج اس مختصر سے وقت میں جائزہ لیں اور محاسبہ کریں کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے ماتحت اپنی اس عمرِ عزیز کا کسقدر حصہ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ماہرین نے ہر ملک کے لئے ایک اوسط عمر مقرر کی ہوئی ہے اس کے مطابق ہندوستان میں رہنے والے باشندوں کی اوسط عمر آزادی ملک کے بعد ۴۵ برس ہے پہلے پندرہ سال طفولیت کا زمانہ ہوتا ہے اور اتنا عرصہ شعور کے پختہ ہونے میں لگ جاتے ہیں ۴۵ میں سے یہ ۱۵ نکال دیں باقی ۳۰ رہ گئے۔ ظاہر ہے کہ انسان کی آدھی عمر سونے میں گذر جاتی ہے ۱۵ سال وہ نکال دیں۔ اب باقی پندرہ رہ گئے اس کے بعد دنیوی کام کاج کھانے پینے حوائج ضروریہ شادی بیاہ سفر اور بیماری کا اندازہ لگائیں دس سال اور بیت گئے اور ہمارا سرمایۂ حیات صرف پانچ سال رہ گیا تاجروں کی زبان میں اگر بات کی جائے تو ہمارا STOCK IN HAND صرف اور صرف پانچ سال ہے اور اس کے بارہ میں بھی ہم سے باز پرس ہوگی کہ اس میں سے کتنا وقت ہم نے خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کیا۔

(۲)

اس تجزیہ کے بعد خاکسار عرض کرتا ہے کہ موت سے زیادہ یقینی شئی کوئی نہیں۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ؂

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے

جب دنیا کے مقدس ترین انسان حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن کی تکمیل کے بعد رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے تو پھر ہمیشہ زندہ رہنے کا حق کسی کو نہیں ہم آئے دن خدا تعالےٰ کے اس اٹل قانون کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ہر سال ہی کچھ نہ کچھ احباب اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ بڑے چھوٹے۔ امیر غریب بادشاہ اور رعایا کسی کو مفر نہیں اور بقول شاعر ؂

گور نجتے کتے جن کی نوبتے یہ صادقی اعمال
چپ پڑے ہیں قبر میں اور بول یا مال کچھ بھی نہیں

پس جب زندگی اتنی مختصر اور موت اس قدر یقینی ہے اور ہم نے ایک دن بہرحال اپنے وقت پر خدا کے حضور حاضر ہونا ہے تو ہمیں ہر لحظہ جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ ہمارے وجود اور ہمارے اوقات کا کسقدر حصہ خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ ہو رہا ہے انسانی عمر کی بے ثباتی کے بارہ میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں انسان اگر غفلت سے دن گزارے تو نہایت حسرت و یاس کے ساتھ یہ کہتا ہؤا اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے ؂

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

(۳) ظاہر ہے کہ انسان کا جسم اور اس کی روح نہ تو اس کے پیدا کردہ ہیں اور نہ ہی اس نے انہیں کہیں سے خریدا ہے کہ وہ اپنی زندگی گذارنے اور اپنے اوقات صرف کرنے کا راستہ خود مقرر کرے لامحالہ اس کی زندگی کا راستہ مقرر کرنا بھی اسی کا حق ہے کہ جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اس کی منزل مقصود متعین کرنا بھی اسی کا حق ہے کہ جس نے اسے خلعتِ وجود بخشا ہے جب اس اصل کی روشنی میں ہم غور کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی کامل ہستی نے اپنے کامل علم کے بنا پر اپنے بندوں کیلئے کونسا نصب العین مقرر فرمایا ہے تو اس کا یہ ارشاد اپنے لئے مشعلِ راہ پاتے ہیں

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ:- تو ان سے کہہ دے کہ میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہ گویا خداوند نے اپنے مومن بندے کے لئے ایک ماٹو مقرر فرمایا ہے اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تعلق سے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ بھی اسی قرآنی آیت کی تشریح ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں اسلام تم سے ایک قربانی مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ اسی کی راہ میں مرجانا! اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں اور اپنے اوقات اس طرح بسر کریں اور زندگی خدا تعالےٰ کے دین کی خاطر اس طرح خرچ کریں گویا اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیں۔ پھر اسی ارشاد ربانی کی مزید تشریح ہمیں اس عہد میں ملتی ہے جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خدام اور گویا ساری جماعت کے لئے مقرر فرمایا کہ میں اپنی جان مال۔ عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ بزرگانِ دین کے یہ سب ارشادات اور احکام اسی قرآنی آیت کی تفسیر ہیں حضرت المصلح الموعودؓ نے اپنی تقاریر میں کئی دفعہ فرمایا کہ جو اشعار مجھے بہت پسند ہیں انہیں میں یہ شعر ہے ؂

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہؤا

(۴)

جماعت کے لٹریچر میں ایک مشہور و معروف شعر ہے ؂

یار و مسیح پاک کہ تھا جن کا انتظار
رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے

بڑی عمیق حقیقتیں اور گہرائیاں اس مختصر سے شعر میں پنہاں ہیں مجھے کئی دفعہ خیال آیا کہ خاکسار ۱۹۳۲ء میں پیدا ہؤا اگر ۳۲ سال پہلے پیدا ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی رہ تکتے تکتے کروڑوں ہی مر گئے کا دیدار نصیب ہوتا اور حضور کی صحبت سے فیضیاب ہوتا ایک عرصہ میرے دل میں یہ حسرت رہی ایک دن اپنے استاد ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی مرحوم سے اس خلش کا ذکر کیا اور ان کے جواب سے تسلی پائی انہوں نے فرمایا کہ ہر بشر کے اس دنیا میں آنے اور جانے کا ایک وقت مقررہ ہے جس کا علم اسی علیم و خبیر ہستی کو ہے۔ جب خدا تعالےٰ کا کوئی برگزیدہ مبعوث ہوتا ہے تو اس وقت ایمان لانا بڑے دل گردہ کا کام ہوتا ہے اور بہت تھوڑے لوگوں کو ایمان کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ کیا پتہ! اگر تو اس وقت ہوتا تو حضورؑ کے غلاموں میں شامل ہونے کی بجائے محمد حسین بٹالوی کے پیروکاروں میں ہوتا! — اب صبح صادق طلوع ہو چکی ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت کا ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ تم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ تم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا زمانہ پایا۔ پس اس بیان سے خاکسار کا مقصد یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک آستانہ الوہیت پہ سجدہ ریز ہو جائے اور خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے دوسرے یا تیسرے خلیفہ کا زمانہ پایا۔ ہمارے اور جو لوگ آئیں گے وہ اس زمانہ کو بھی ترسیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے ؂

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

حضرت المصلح الموعودؓ نے کئی دفعہ اس مثال کو اپنی تقاریر اور خطبات میں بیان کیا ہے کہ اگر اعلان کیا جائے کہ کل صبح شہر کے دروازے سے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ میں سے ایک صحابی تشریف لا رہے ہیں اور اسی شہر کے دوسرے دروازے سے روز ویلٹ چرچل۔ سٹالن اور دیگر مشاہیر عالم مل کر داخل ہوں گے۔ تو سچے مسلمان اس صحابی کے انتظار میں چشم براہ ہوں گے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف اس زمانہ کو پا لینے سے صحابہ کرام کو یہ مقام حاصل ہؤا؟ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ

باقی صفحہ ۱۲ پر

شری لنکا کا کامیاب دورہ!

اور تائید و نصرتِ الٰہی کے ایمان افروز نظارے

رپورٹ مرسلہ: مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

یہ ایک حقیقت ہے کہ مومنوں کی جماعتوں کو مختلف قسم کے آزمائشی دوروں میں سے گذرنا پڑتا ہے جیساکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے
أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (عنکبوت) یعنی کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان کے صرف دعوئی ایمان کی وجہ سے مختلف آزمائشوں میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑ دیا جائے گا؟

چنانچہ خدا تعالیٰ کی اس قدیمی سنت کے مطابق انبیاء اور ان کی جماعتوں کو طرح طرح کے ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے
مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (البقرہ) یعنی مومنوں کی جماعتوں کو مختلف قسم کے دکھ درد اور نقصانوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ چاروں طرف سے ہلائے جاتے ہیں یہاں تک کہ خدا کے رسول اور ان پر ایمان لانے والے چیخ اُٹھتے ہیں کہ خدایا اب نہیں تو پھر کب تیری طرف سے مدد آئے گی؟ اس وقت خدا کی طرف سے یہ آواز آتی ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ خدا کی طرف سے تائید و نصرت عنقریب آنے والی ہے۔

جماعت ہائے احمدیہ سری لنکا کو بھی قریباً اسی قسم کے ایک آزمائشی دور سے گذرنا پڑا ہے جو ان کے ایمان کی تقویت اور زیادتی کا باعث بنا اور سب سے بڑھ کر ان میں خاص کر نوجوان طبقہ میں بہت بڑی بیداری پیدا ہوئی ہے۔

یہاں کی سنٹرل کمیٹی کی درخواستوں پر مرکزی حکم کے تحت خاکسار مورخہ ۱۶ر مارچ کو کولمبو پہنچا۔ احباب جماعت کے مشورے سے کولمبو اور نگمبو جماعتوں میں خاکسار نے درس و تدریس سٹڈی کلاس اور تربیتی اجلاسات وغیرہ جاری کئے۔

ردِّ قادیانیت کمیٹی

ہماری نگمبو مسجد کے سامنے ہی غیر احمدیوں کی ایک بہت بڑی مسجد ہے وہ لوگ اس بات کو نوٹ کرتے رہے کہ احمدیہ مسجد میں غیر معمولی طور پر چہل پہل اور پانچوں اوقات ہجوم رہتا ہے اور باقاعدہ درس و تدریس بھی جاری ہے اور مختلف اجلاسات بھی ہوتے ہیں۔ نیز انہیں ہماری سالانہ کانفرنس کی بھی اطلاع ملتی رہی۔ اسی اثناء میں یہاں کے کثیر الاشاعت اخبار Chinthamani میں خاکسار کا ایک انٹرویو بھی شائع ہوا یہ سب باتیں جمع ہو کر مخالفوں کے حلقہ میں ہلچل مچ گئی۔

اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مفسد و مفتن مُلّاں لوگ اپنی مطلب برآری اور مفاد کے پیش نظر اپنی اپنی مسجدوں میں خاص کر نگمبو کی بڑی مسجد میں یہ کہہ کر اُکساتے رہے کہ چونکہ پاکستان میں اب احمدیوں کا کوئی مرکز نہیں وہاں اب کوئی قادیانی بھی نظر نہیں آتا اس لئے قادیانیوں نے سری لنکا کو اپنا عالمی مرکز بنا لیا ہے۔ اس لئے اب ایمانی غیرت رکھنے والوں کا فرض ہے کہ وہ شری لنکا سے احمدیوں کو کلیتہً نیست و نابود کر دیں ان کا نام و نشان یہاں نہیں ہونا چاہیئے۔ نیز انہوں نے حکومت شری لنکا کے ایک مسلم وزیر ایم ایچ محمد جو رابطہ عالم اسلامی کا نمائندہ ہے کی قیادت میں 'ردِّ قادیانیت' کے نام پر ایک کمیٹی کی تشکیل دی اور اخباروں میں یہ خبر شائع کی کہ شری لنکا کے احمدیوں کے خلاف اعلانِ جنگ کے لئے وزیر ایم ایچ محمد کی زیر قیادت ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے

مضمون کا جواب:-

مورخہ ۱۶ر اپریل کے اخبار Chinthamani کے ہفتہ وار ایڈیشن میں مولوی مودودی صاحب کے کتابچہ 'قادیانی مسئلہ' کی بنیاد پر یہاں کے اہل سنت والجماعت کے پراپیگنڈہ سیکرٹری الحاج مولوی عبد الودود کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتابوں میں سے غلط حوالے درج کر کے اور سیاق و سباق کو کاٹ کر مختلف الزامات عائد کرتے ہوئے وہ تمام ہتھکنڈے استعمال کئے گئے جو اسلام کے دشمنوں نے قرآن مجید کی آیتوں کا سیاق و سباق کاٹ کر اسلام پر اعتراض کرنے کیلئے استعمال کئے تھے۔ خاکسار نے اس مضمون کا تفصیلی جواب لکھ کر اخبار مذکور کو روانہ کیا اور یہ مضمون اگلے ہی ہفتہ میں مذکورہ اخبار میں شائع ہوا۔

سالانہ کانفرنس

مورخہ ۱۶ر اپریل کو کولمبو میں آل شری لنکا احمدیہ مسلم کانفرنس نہایت کامیابی سے منعقد ہوئی اس کی رپورٹ یہاں کے اخبار دِن کرن اور دِن پتی میں نمایاں رنگ میں شائع ہوئی۔

مخالفانہ شرارتیں

اس دوران نگمبو میں شریر قسم کے لوگ ہمارے احمدی نوجوانوں کو خواہ مخواہ پریشان کرتے رہے ان کو مارتے اور ان کے گھروں اور مسجد احمدیہ پر پتھر پھینکتے رہے ایک روز رات کے وقت خاکسار مع چند خدام کے مسجد میں سویا ہوا تھا تو رات کے گیارہ بجے سے لے کر ڈیڑھ بجے تک مسجد پر برابر پتھر پھینکتے رہے خاکسار اس وقت نوجوانوں کو دعا اور صبر کی تلقین کرتا رہا جب انہوں نے دیکھا کہ اس طرح سری لنکا سے احمدیت ختم ہوتی نظر نہیں آتی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ردّ قادیانیت کے نام پر ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا جائے

جلسہ ردِّ قادیانیت

چنانچہ مورخہ ۲۲ر اپریل کو ہماری مسجد کے سامنے کے ماتی سکول کے میدان میں مذکورہ وزیر ایم ایچ محمد کی زیر صدارت وسیع پیمانے پر جلسہ کا پروگرام بنایا گیا اس جلسہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف بہت بڑے جہاد سے تعبیر کیا جانے لگا اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ اس 'جہاد عظیم' کی خوب تشہیر کی گئی۔ اسی دوران ہمیں یہ اطلاع ملی کہ یہ منصوبہ ہے کہ شام کے چار بجے سے رات کے ایک بجے تک جلسہ منعقد کیا جائے گا اور رات کے ایک بجے جلسہ کے اختتام پر تمام ہجوم یکدم ہلا بول کر ہماری مسجد پر قبضہ کیا جائے اور احمدی گھروں اور ان کی جائیدادوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

ہم نے اسی وقت حکام بالا کو صورتِ حالات اور اس ناپاک منصوبہ سے واقف کرایا جس کے نتیجہ میں اس اجلاس کی اجازت منسوخ کر دی گئی لیکن جب منتظمین جلسہ نے یہ یقین دلایا کہ یہ جلسہ بالکل پُرامن طریقہ سے ہوگا اور کسی قسم کی بدامنی نہیں ہوگی تو حکام نے جلسہ کی اجازت دے دی تاہم پولیس کا زبردست حفاظتی انتظام تھا۔

اس جلسہ کے لئے ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیئے گئے تھے جلسہ کے لئے جو سٹیج بنایا گیا تھا اس پر چار ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ نیز سارے علاقہ کو جھنڈیوں ہزاروں غباروں اور قمقموں سے خوب آراستہ کیا گیا تھا ہر ایک کی زبان پر صرف یہی نعرہ تھا کہ آج کے بعد نگمبو میں کوئی قادیانی نظر نہیں آئے گا اس دن دوپہر کو جب مکرم بشیر احمد صاحب صدر جماعت نگمبو اپنی مسجد کو بند کر کے باہر آرہے تھے تو غیر احمدی مسجد کے ایک متولی نے انہیں بلا کر کہا کہ تم اپنی مسجد کو آخری دفعہ بند کر کے جا رہے ہو یعنی کہ آج کے دن سے یہ مسجد ان کے قبضہ میں آجائے گی اور آئندہ وہی کھولتے رہیں گے گویا کہ اس علاقہ سے احمدیت کو ایک ہی جلسہ کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا پورا عزم انہوں نے کر لیا تھا اس جلسہ میں شائع شدہ اشتہار میں تمام مسلم وزراء اور MP.s شری لنکا کی تمام مسلم جماعتوں کے نمائندگان اور بیسیوں مولویوں کی شرکت اور تقریر کا پروگرام تھا

متیٰ نصر اللہ

سیلانیوں کا اتنا بڑا ہجوم اور ان کی ...

عزم کو دیکھ کر واقعی احمدیوں پر حتّٰی زلزلوا والی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور زبان حال سے بھی اور قال سے بھی متیٰ نصر اللہ کی پکار بلند ہو رہی تھی۔

اُسی وقت آسمان سے الا ان نصر اللہ قریب کی صدا تیز و تند ہوا بارش خوفناک کڑک اور بجلی کی شکل میں بلند ہوتے ہوئے دیکھنے میں آئی۔

الا ان نصر اللہ قریب کا نظارہ

ٹھیک چار بجے اُن کا جلسہ پوری آن و شان اور دبدبے کے ساتھ شروع ہوا۔ تین چار مولویوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ اچانک آسمان تاریک ہوگیا اور زبردست بجلی کڑک، تیز و تند ہوا۔ اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ میدان میں دیکھتے دیکھتے گھٹنوں تک پانی بھر گیا ان کے تمام انتظامات درہم برہم ہوگئے جھنڈیاں اور غبارے وغیرہ اُڑ گئے ہر طرف افراتفری پھیل گئی سامعین چاروں طرف منتشر ہوگئے!

ایک بہت بڑا سانپ

عین اُس وقت ایک بہت بڑا سانپ سٹیج کے قریب رینگنے لگا۔ وہاں بھی بھگدڑ مچ گئی بالآخر بجے کے قریب ہی انہیں اپنے اس جلسہ کو ختم کرنا پڑا۔

اس طرح مقررین کی تقریریں دھری کی دھری رہ گئیں۔ اور انہیں اپنے عزم میں کہ ایک ہی جلسہ میں ہم احمدیوں کو نیست و نابود کرلیں گے بہت بڑی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اس طرح خدا کا کلام پھر ایک بار پورا ہوا۔ ومکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ مخالفوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

ارے! خدا بھی قادیانی ہوگیا!

اُس موقعہ پر جبکہ شدید بارش اور تند ہوا چل رہی تھی کہ مخالفین میں سے کسی کو کہتے ہوئے سُنا گیا کہ ارے! خدا بھی قادیانی ہوگیا ہے۔

احمدیوں کے خلاف اعلانِ جہاد

مذکورہ جلسہ میں وزیر ایم۔ ایچ محمد نے اپنی تقریر میں کہا کہ مَیں صدر مملکت اور وزیر اعظم سے کہہ کر احمدیوں کی مسجد پانچ دن کے اندر اندر آپ لوگوں کو دلوا دونگا۔ دوسرے دن کے اخباروں میں اس جلسہ کی رپورٹ میں مذکورہ وزیر کا یہ اعلان بھی شائع ہوا کہ سری لنکا سے احمدیوں کو ہمیشہ کے لئے ملیا میٹ کرنے کے لئے مسلمانوں کو ان کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے

ایک وزیر مملکت کی طرف سے اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ اعلان کے دوررس نتائج کے بارے میں صدر مملکت وزیر اعظم اور دیگر حکام بالا کے نوٹس میں جماعت کی طرف سے بات لائی گئی۔ نیز اس اثناء میں بیرونی ممالک کے مشنوں سے بھی حکومت سری لنکا کے نام احتجاجی تاریں اور خطوط موصول ہوتے رہے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ اس پر کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ متعلقہ افراد سے جواب طلبی بھی کی گئی ہے۔

فسادات

مذکورہ جلسہ کے کچھ گھنٹہ کے بعد یعنی رات کے ۱۲ بجے کے بعد چند بدمعاش لٹیروں نے شراب پی کر جہاد کا نعرہ لگاتے ہوئے احمدیوں کے بعض گھروں پر حملہ کیا اور ہینڈ بم پھینک کر ہراساں کیا۔ اس کے نتیجہ میں ۵ یا ۶ مکانات ایک دکان اور احمدیوں کے ایک پریس کو بھی نقصان پہنچا بروقت پولیس نے آکر حالات پر قابو پالیا اور ۱۴ افراد کو گرفتار کر لیا۔

اس کے دوسرے روز رات کے بارہ بجے کے قریب ان محافظین اسلام نے اپنی ہی مسجد کی کھڑکیوں پر لگائے گئے شیشوں کو توڑ کر احمدیوں پر یہ الزام عائد کیا۔ رات کے ایک بجے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے دو دفعہ زور زور سے اذان دی گئی۔ اور تمام مسلمانوں کو "قادیانیوں کے حملہ سے اپنی مسجد کی حفاظت" کے لئے مسجد کے قریب فوراً اکٹھا جمع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ یہ اعلان سُنتے ہی تمام مجاہدین اسلام ہزاروں کی تعداد میں مسجد کے قریب جمع ہوگئے اُسی وقت وہاں کے عیسائی چرچ کے پادری نے پولیس ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع کردی۔ اس پر پولیس ہیڈ کوارٹر سے انسپکٹر مع اپنی فورس کے فوری طور پر تشریف لے آئے۔ جب اُنہوں نے صورتِ حال کا معائنہ کیا اور ان لوگوں کے اس ناپاک منصوبہ کا علم ہوا۔ تو نہایت غصہ کی حالت میں انہوں نے ہجوم کو تنبیہہ کی کہ پانچ منٹ کے اندر اندر فوراً منتشر ہو جاؤ۔ ورنہ مَیں گولی چلانے لگونگا۔

یہ تنبیہہ سُنتے ہی سب شرپسند وہاں سے بھاگنے لگے۔

وزیر کے پاس فریاد

اپنے منصوبوں کو اس طرح ناکام ہوتے دیکھ کر نہایت شکست خوردہ حالت میں ان لوگوں کے ایک وفد نے وزیر ایم ایچ محمد کے پاس پہنچ کر فریاد کی کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر قادیانیوں کی مسجد ہمیں دلا دینگے۔ اب ایک ہفتہ گذر گیا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی ہے۔ اُس وقت ایم ایچ محمد نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب مَیں تم لوگوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مَیں نے تم لوگوں سے کب کہا تھا کہ اس قسم کی شورش برپا کریں۔ اور اس طرح ہمیں بدنام کریں!

عجیب بات ہے اسی ایم ایچ محمد نے ہی جہاد کے نام پر مسلمانوں کو برانگیختہ کیا تھا۔ لیکن بعد میں اُن کو اپنے کئے کا انجام نظر آیا۔

اس کے بعد چند بدمعاش شرابی "محافظین ختم نبوت" نے رات کے ڈیڑھ بجے کے قریب ہماری مسجد نگمبو کے باہر پڑی ہوئی تابوت پر پیٹرول ڈال کر اُسے بالکل جلا ڈالا۔ جس سے مسجد کے ایک دروازے کو بھی نقصان پہنچا۔ اُسی وقت اطلاع ملنے پر پولیس ہیڈ کوارٹر سے انسپکٹر تشریف لائے اور پورا جائزہ لے کر چلے گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت D.I.G.- S.P.- I.S.P. اور دیگر عہدیداران پولیس ہماری مسجد اور محلہ میں تشریف لائے، تمام حالات کا معائنہ کیا۔ اُنہیں پوری طرح یقین ہوگیا کہ ہم مظلوم ہیں اور سو فیصد ظلم کرنے والے یہی محافظین دین متین ہیں۔

شرابیوں کا جوشِ ایمان

یہاں کولمبو میں بھی کئی دفعہ بعض نوجوان شراب پی کر مشن ہاؤس میں شور و شر کرنے لگے تھے۔ شراب میں چور ہو کر یہ بھی کہتے جا رہے تھے کہ ہمارے نبی کے بعد نبی کیونکر آ سکتے ہیں ہمیں صرف اسی ایک سوال کا جواب چاہیئے۔

حکام کی طرف سے مخالفین کو شدید انتباہ

مورخہ ۹ مئی کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے خاکسار کے نام ایک تار موصول ہوا جس میں حضور اقدس نے احمدیوں کو خدا تعالےٰ کی حفاظت حاصل ہونے اور مخالفوں کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعا فرمائی گئی تھی۔ متعنا اللہ بطول حیاتہٖ۔

یہ تار موصول ہوتے ہی اُسی وقت سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا کہ دوسرے دن اُن کے دفتر میں جماعت کے سرکردہ افراد تشریف لے آئیں۔

چنانچہ دوسرے دن جماعت ہائے احمدیہ کولمبو اور نگمبو کی طرف سے گیارہ افراد پر مشتمل ایک وفد جناب ایس۔ پی صاحب کے دفتر میں پہنچا۔ وہاں غیر احمدیوں کی طرف سے وہ تمام سرکردہ افراد پہنچے ہوئے تھے جو ان فسادات کے بانی مبانی تھے۔ ایس پی صاحب کے دفتر میں بعض دیگر سرکاری افسران بھی تشریف فرما تھے۔

اُس وقت ایس پی صاحب نے غیر احمدی سرغنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

ہمیں بہت ہی افسوس ہے کہ تم لوگ اسلام کے نام پر اپنے ہی بھائیوں پر حملہ آور ہوئے ہو۔ ان غریب اور قلیل احمدیوں پر تم نے مذہب کے نام پر بہت ظلم وستم ڈھایا ہے مَیں اس وقت آپ کو اپنے اپنے مذہبی معاملہ میں مصالحت کرانے کے لئے نہیں بُلایا۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے اور اس کی تبلیغ کے لئے اس جمہوری ملک میں پورا پورا حق ہے۔ آپ کو مَیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آئندہ سے اس قسم کی حرکتوں کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ تم لوگ اتنے ناعاقبت اندیش ہو کہ احمدیوں کی اخلاقی مدد کرنے کی وجہ سے تم لوگوں نے سنہالی لوگوں کو بھی تنبیہہ کی ہے کہ اگر سنہالی لوگ (جو یہاں کے اصل باشندے اور بدھسٹ ہیں) احمدیوں کی مدد کریں گے تو ان پر بھی تم لوگ حملہ آور ہو جاؤ گے۔ مجھے خفیہ طور پر سرکردہ لیڈروں کی طرف سے یہ خبر پہنچی ہے۔ مگر یاد رکھو اگر تم مسلمانوں نے سنہالیوں پر ہاتھ ڈالا تو اس علاقہ میں ایک مسلمان بھی زندہ نہیں بچیگا۔ اور ان نتائج کی ساری ذمہ داری تم لوگوں پر ہوگی۔

ایس۔ پی صاحب نے اُن کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ اتنے بے وقوف اور گدھے ہو کہ بدمعاشوں اور غنڈوں کو شراب پلا کر اُنہیں اسلام کے نام پر ورغلاتے اور اکسلاتے رہے جس کے نتیجہ میں علاقہ میں بدامنی پھیل گئی۔ مَیں تم لوگوں کو آخری نوٹس دے رہا ہوں۔

(باقی ملاحظہ کیجئے صـ۱۱ پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا سفرِ یورپ (بقیہ صفحہ اوّل)

کیونکہ اُن کے نزدیک اب اصل نجات صلیبی موت پر نہیں بلکہ مسیحؑ کے خون دینے پر ہے۔ مَیں اب اس سفر میں اُن کو بڑی نرمی کے ساتھ یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ نجات کا تعلق نہ صلیب پر مرنے سے ہے اور نہ صلیبی دکھ اور اذیت اُٹھانے پر ہے بلکہ اس کا انحصار اعمالِ صالحہ پر ہے۔ نجات کا ذریعہ صرف ایک ہی ہے کہ توحیدِ حقیقی اور رسالتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر انسان اعمال صالحہ بجالائے۔

صلیبی موت کا عقیدہ واقعات کے خلاف ہے

حضور نے فرمایا حضرت مسیح کا یہ دعویٰ ہے اور یہ اناجیل میں درج ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آئے تھے۔ گویا بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کو شریعت موسویہ پر قائم کرنا ہی ان کی بعثت کی اصل غرض تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ نبوت کے تیسرے سال اُن کو صلیب پر لٹکا یا گیا۔ عیسائی نقطۂ نظر کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اُن کا مشن کیسے پورا ہوا۔ ظاہر ہے کہ انکا مشن صرف اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ وہ صلیب سے بچائے جاتے اور زندگی بھر بنی اسرائیل کے متفرق قبائل کو دینِ موسوی پر اکٹھا کرنے میں کوشاں رہتے۔ اس ضمن میں حضور نے تاریخی پس منظر میں مثالیں دیکر تفصیل سے بتایا کہ بنی اسرائیل کے مختلف قبیلے کشمیر تک پھیلے ہوئے تھے اور یہیں حضرت مسیحؑ نے وفات پائی۔ ان کا مدفن اب تک موجود ہے اور یوز آسف کے نام سے ان کا ذکرِ خیر اب تک باقی ہے۔

الٰہی بشارتیں قربانی اور ایثار کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کسی فرد یا قوم کو جو روحانی نظارے دکھائے جاتے ہیں وہ بالعموم تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اسی طرح انفرادی یا اجتماعی ترقی کی جو بشارتیں دی جاتی ہیں وہ بھی قربانی اور ایثار کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔ بشارت ملنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ انسان سو جائے اور کوشش نہ کرے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو بشارتیں ملی تھیں۔ انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں قربان کر دیں۔ تب جا کر ان کے حق میں وہ بشارتیں پوری ہوئی تھیں۔ پس الٰہی بشارتوں کے پورا ہونے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ دُکھ سہنے پڑتے ہیں۔ ایثار دکھانا اور اپنی طرف سے پورا زور لگانا پڑتا ہے۔ جماعت احمدیہ ایک الٰہی سلسلہ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اسلام کے عالمگیر غلبہ کی زبردست بشارت دی گئی ہے لیکن اس کے پورا ہونے میں ہماری اپنی کوششوں کا بھی بہت دخل ہے اس لئے میں ہر احمدی سے کہتا ہوں۔ چھوٹے کو بھی کہتا ہوں اور بڑے کو بھی۔ مردوں کو بھی کہتا ہوں اور عورتوں کو بھی کہ وہ غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ خدا کرے یہ بشارت ہماری زندگی میں پوری ہو۔ دنیا میں توحیدِ حقیقی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

کراچی سے روانگی

۱۰ مئی (منگل اور بدھ کی درمیانی رات) پونے دو بجے کا عمل تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کراچی کے ایئرپورٹ پر تشریف لائے جہاں سے تھوڑی دیر بعد آپ یورپ کے سفر پر روانہ ہونے والے تھے۔ اس موقع پر مقامی دوست کراچی میں مقیم خاندان کے بعض افراد مرکز سلسلہ سے ناظر صاحبان کا نمائندہ وفد بعض جماعتوں کے امراء، عہدیداران، مبلغین اور مربیان حضرت امام عالی مقام ایدہ اللہ کو دلی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ خدا حافظ کہنے کے لئے موجود تھے۔ یہاں جہاز کے انتظار میں حضور نے وی آئی پی لاؤنج میں کچھ دیر تک قیام فرمایا۔ اس اثناء میں حضور احباب سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ روانگی سے قبل حضور کی اقتداء میں سفر کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے دعا ہوئی۔

فرانکفورٹ میں ورودِ مسعود

اِس بابرکت سفر کی پہلی منزل فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) تھی۔ چنانچہ حضرت صاحب سیدہ بیگم صاحبہ اور دیگر اراکینِ قافلہ ڈچ ایئر لائنز (KLM) کی فلائٹ KL 832 پر سوار ہوئے۔ ہوائی جہاز اپنے مقررہ وقت پر تین بجے کراچی سے اُڑا اور پونے آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ۵ بج/۱۰ (پاکستان کے وقت کے مطابق پونے گیارہ بجے) فرانکفورٹ کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اُترا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضور نے جوں ہی جہاز سے باہر قدم رکھا برادرم مکرم منصور احمد خان صاحب امام مسجد فرانکفورٹ، مکرم لئیق احمد منیر صاحب امام مسجد ہیمبرگ ہمارے جرمن بھائی مکرم ہدایت اللہ ہیوبش، برادرم مکرم محمد شریف خالد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ نے آگے بڑھ کر حضور کا خیر مقدم کیا۔ اگرچہ حضور ایدہ اللہ کئی دن سے اِس سفر کی تیاری میں مصروف رہتے۔ کراچی میں طبیعت بھی قدرے ناساز رہی اور پھر کم و بیش آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد جہاز سے اُترے تھے لیکن اس کے باوجود آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہشاش بشاش اور پُرعزم تھے۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا اور اراکین قافلہ کے ساتھ آپ سیڑھیاں اُتر کر نیچے تشریف لائے فوراً ایک سپیشل وین VIP لاؤنج کی سیڑھیوں تک لے گئی۔ پاسپورٹ اور کسٹم کی چیکنگ مکمل ہونے تک حضور لاؤنج میں تشریف فرما رہے۔ چیکنگ اور سامان کی ترسیل کی کارروائی عام معمول سے ہٹ کر نہایت سرعت کے ساتھ عمل میں آئی VIP لاؤنج سے نیچے اُتر کر اسی وین میں اُس جگہ لیجایا گیا جہاں ایک ٹرک پر ہمارا سامان ترسیل کے لئے موجود تھا اور سامنے دو تین کاریں کھڑی تھیں۔ جلد ہی ہمارا سامان موٹروں میں رکھوا دیا گیا۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے موقع پر یہاں کی مرکزی حکومت کی وزارتِ خارجہ اور وزارتِ خزانہ کی زیر ہدایت ایئرپورٹ حکام نے امام منصور احمد خان صاحب سے حضور کے استقبال کے سلسلہ میں بڑا تعاون کیا اور خصوصی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ائیرپورٹ پر حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کار میں سوار ہوئے جسے شریف خالد صاحب ڈرائیو کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ تین اور کاروں میں حضور کے خدام اور سامان تھا۔ حضور کی کار جب احمدیہ مسلم مشن میں مسجد نور کے عین سامنے آکر رُکی تو ایک سو سے زائد مخلص نوجوانوں نے (جن میں انصار بھی تھے) اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو اسلامی روایات کے مطابق نہایت مخلصانہ انداز میں بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ چھوٹے بچوں نے حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے نہایت خوبصورت دستے پیش کئے۔ پہلے یہاں کی جماعت کے عہدیداران اور پھر تین قطاروں میں کھڑے ہوئے دوستوں کو حضور نے باری باری شرفِ مصافحہ بخشا اور حالات دریافت فرمائے۔ حضور کا قیام مشن ہاؤس میں ہے۔ یہاں گزشتہ کئی روز سے مسلسل بارشیں ہو رہی تھیں لیکن خدا تعالیٰ کا فضل ہے آج گو ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں لیکن مطلع صاف اور فضا خوشگوار تھی۔ یہاں کے دوستوں کے لئے تو یہ سردی سردی ہی نہیں لیکن ہمارے لئے یہاں کا موسم ویسے ہی ہے جیسے ہمارے ہاں دسمبر ہوا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فضل فرمائے حضور ایدہ اللہ اور آپ کے خدام کو صحت سے رکھے اور یہ سفر ہر لحاظ سے موجب خیر و برکت ثابت ہو۔ آمین

(ملخص از الفضل ۲۴ مئی)

سری لنکا کا کامیاب دورہ (بقیہ صفحہ ۶)

کہ اگر آئندہ ایسی حرکت ہوئی تو سب سے پہلے تم سرغنوں کو پکڑ کر ایسا سبق دونگا کہ زندگی بھر یاد رکھو گے۔ اب تمہیں آخری انتباہ کر رہا ہوں۔ جناب ایس پی صاحب کا یہ انتباہ ٹھنڈے پیٹوں سنا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے منہ لٹکائے ہوئے دفتر سے باہر نکل آئے۔ اس کے ساتھ ان سرکاری عہدیداروں نے ہم احمدیوں کو بہت عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے ہم احمدیوں کے سامنے ہی شر پسندوں کو اتنی ذلت اور اہانت پہنچائی کہ اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا الہام ایک بار پھر پورا ہوتا ہم نے بچشم خود مشاہدہ کیا۔

اسلام کے نام پر ان لوگوں کی اِس قسم کی اخلاق سوز اور غیر اسلامی فتنہ انگیزیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ سارے سری لنکا میں احمدیت کا چرچا بہت وسیع پیمانے پر ہونے لگا۔ ہر جگہ موافقانہ اور مخالفانہ تبادلہ خیالات ہونے لگا۔ کئی لوگ خود مشن ہاؤس میں آکر اور بذریعہ خطوط لٹریچر طلب کرتے ہیں۔ انہیں مناسب لٹریچر تامل، انگریزی اور سنہالی زبانوں میں دیا جا رہا ہے۔

چونکہ خاکسار کا ویزہ ۱۸ مئی کو ختم ہو رہا تھا اس لئے مورخہ ۱۲ مئی کو مدراس جانے کا پروگرام بنایا۔ جماعت احمدیہ کولمبو کی طرف سے مورخہ ۱۱ مئی کو محترم جناب ایم۔ ای۔ ایم حسن صاحب کی زیر صدارت اور مورخہ ۱۲ کو بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ نگمبو کی طرف سے جناب بے بشیر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت الوداعی پارٹی ہوئی۔

بالآخر خاکسار اپنے اس دورے کی کامیابی پر اپنے مولیٰ کریم کے فضل و کرم پر اُس کا شکر کرتا ہے۔ اس کے بعد تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی پُر خلوص محبت و پیار اور تعاون کی وجہ سے یہ کامیابی حاصل ہوئی۔

برما میں مسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم ـــــ بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

کے خلاف فوری طور پر اعلانِ جنگ کر دے ۔ اور نہ اِس بات کو معقول ہی خیال کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اعلانِ جنگ کے سوا بھی تو اور بہت سے ذرائع اور وسائل ہیں جن کو عمل میں لاتے ہوئے ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روکا جا سکتا ہے ۔ مثلاً ایسے واضح وسائل کے سفارتی سطح پر پُرزور فوری احتجاج ہے ۔ اِس طرح اقتصادی اور اخلاقی دباؤ ایسے کارگر وسائل ہیں جن کے شاندار نتائج مختلف مواقع پر دُنیا مشاہدہ کر چکی ہے ۔ لیکن کہنے دیجئے کہ اِس کے لئے بھی تو اُس سچے جذبہ کے بروقت اُبھرنے کی ضرورت ہے جو اسلامی برادری کی شکل میں، دینِ اسلام نے ہر مسلمان کے دل میں پیدا کرنا چاہا ہے ۔ مگر افسوس کہ آج اسی کا فقدان ہے ۔ ورنہ کیا مجال کہ دُنیا کے کسی خطہ میں مسلمانوں کے لاکھوں لاکھ افراد کو ظلم و ستم کی چکی میں پیسا جا رہا ہو اور ظالموں کو اسلام کی قوتِ مرہبہ کا خوف ہی نہ ہو ۔ اِس لئے کہ مسلمانوں نے خود اپنی دینی کمزوری کے سبب اپنی قوتِ مرہبہ کو ہی گنوا دیا ہے ـــ!!

ہمیں یہ بھی کہنے دیجئے کہ ساری دُنیا میں مسلمانوں کی بہت بڑی عددی کثرت کے باوجود اُن کی جابجا ایسی زبوں حالی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ مسلمان اس مرکزی چیز کو چھوڑ چکے ہیں جو اُن کی قوت و شوکت کا اصل باعث ہے ۔ کہنے کو تو مسلمان سب کے سب ایک ہی کتاب، ایک ہی رسول کے تابع اور ایک ہی اُمت کے افراد ہیں ۔ لیکن عملی حالت یہ ہے کہ وہ جس طرح پر انتشار اور بدنظمی کا شکار ہو چکے ہیں اس کی مثال مذہبی دُنیا میں شاید ہی کسی اور جگہ مل سکے ۔ درانحالیکہ قرآن مجید کی رُو سے اُمتِ مسلمہ وہ امت ہے جو خدا کے پسندیدہ دین پر یقین رکھتی ہے ۔ اور اس سے دینی وابستگی کا دم بھرتی ہے پھر سوال یہ ہے کہ خدا کے پسندیدہ دین کے پیرو آج ایسی حالت کو کیونکر پہنچے ۔ یہی وہ بات ہے جس پر ہر مسلمان کو ٹھنڈے دل و دماغ سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے ۔

ہماری بات چاہے کوئی مانے یا اُسے رد کر دے (یہ اس کا اپنا اختیار ہے) ہم حقیقت بیانی سے رُک نہیں سکتے کہ مسلمانوں کی تمام تر قوت و شوکت اُس زبردست وحدت میں ہے جس کی اہمیت کو برادرانِ اسلام نظر انداز کر رہے ہیں ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو تبدیل نہیں کرتا جو اُس نے کسی قوم کو عطا کی ہو جب تک کہ وہ قوم خود اپنے حالات میں تبدیلی لاکر اس نعمت سے محروم ہو جانے کی حقدار نہ بن چکی ہو ۔ آج اِس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ مسلمان اُس نعمت کی طرف رجوع کریں جو اُن کی شیرازہ بندی کرنے والی ہے ۔ یعنی اُس زندہ رُوحانی وجود کے ساتھ عالمِ اسلام کی وابستگی جسے پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے نام سے پکارا اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس کا زمانہ پائے وہ مشکلات کا پہاڑ بھی عبور کر کے اُس کے پاس جا سکتا ہے تو جائے اور میرا سلام اُس کو جا کر کہے ۔ یہ صرف سلام کہنے کی بات نہیں بلکہ اس کے ساتھ قلبی اور اعتقادی تعلق پیدا کر کے ساری دُنیا کو امتِ واحدہ بنا دینے کی بات ہے جس کی اِس وقت ساری دنیا کو بڑی ضرورت ہے ۔

دُنیا کے مختلف ملکوں میں آباد ہونے والے مسلمان اگرچہ اپنے مُلکی قواعد اور آئین کے پابند ہیں ۔ لیکن یہ قواعد کسی کو بھی اس دلی عقیدت سے ہرگز نہیں روکتے جس کے نتیجہ میں دُنیا کے سارے مسلمان ایک رُوحانی وجود کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنے رُوحانی فرائض اور اُن کے تقاضوں کو عند الضرورت پُورا کریں ۔ گو ابھی ہمارے اِن بھائیوں کو اس بڑی نعمت کا صحیح اندازہ نہیں ہُوا لیکن وہ وقت دُور نہیں جب حقیقت ان پر کھُل جائے گی ۔ تب وُہ اس کی افادیت کو بھی پہچان جائیں گے اُس وقت کسی بھی خطۂ ارض میں کسی بھی مسلمان پر ظلم و تعدّی کے لئے اُٹھنے والا ہاتھ سو بار غور کر لیا کرے گا کہ مجھے ایسا کرنے کا کہاں تک حق ہے ۔ خدا کرے کہ یہ وقت جلد آئے اور مسلمان اپنی دینی اور رُوحانی حالت کو سنوارنے کی طرف جلد توجہ دیں ۔ کیونکہ اسی میں اُن کی دینی اور ملّی فلاح کے حقیقی سامان موجود ہیں ۔ وباللہ التوفیق ؎

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال

وصولی بقایاجات اور صحیح تشخیصِ بجٹ کی طرف خاص توجہ دی جائے

یکم مئی ۱۹۷۸ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے ۔ گزشتہ مالی سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی اطلاع ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو بھجوائی جا چکی ہے ۔ جس کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ متعدد جماعتوں کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں ۔ اور بعض جماعتوں کے ذمہ کئی سال کی رقوم بقایا چلی آرہی ہیں ۔ ایسے بقایاجات کی وصولی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جبکہ جماعتوں کے جملہ افراد اور عہدیداران ایک نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ بقایا دار اور نادہند احباب کو بار بار جھنجھوڑیں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک، کہ وہ بیدار ہو کر اپنی مالی ذمہ داری کو عملی طور پر ادا کرنا شروع نہ کر دیں ۔

بنیادی طور پر جو بات جماعتی چندوں میں غیر معمولی اضافہ کا باعث ہو سکتی ہے وہ بجٹ کی صحیح تشخیص اور نادہندگان کے متعلق مؤثر کارروائی کا کرنا ہے ۔ لیکن بہت سی جماعتیں اول تو نادہند احباب کو بجٹ میں شامل کرنے سے گریز کرتی ہیں ۔ اور اگر کسی کا نام رکھتی ہیں تو بجائے اصل آمد کے مطابق پُوری شرح سے بجٹ بنانے کے جو چندہ کوئی لکھا دے وہی بجٹ میں لکھ لیا جاتا ہے ۔ اِسی طرح بے شرح اور نادہند احباب کی اِصلاح میں رکاوٹ ہوتی ہے ۔ اور آمد لازمی چندہ جات میں اضافہ نہیں ہو سکتا ۔

جس حد تک بقایا دار احباب کا تعلق ہے اُن کی طرف فوری توجہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل تاکیدی ارشاد درج کیا جاتا ہے ۔

"میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں ۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے ۔"

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت مرکز کے ساتھ تعاون فرماتے ہوئے اپنے مالی فرائض کی طرف متوجہ ہو کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے ۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے ۔

ناظر بیت المال آمد ۔ قادیان

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR.
PHONES:- 52325/52686. P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیڈرسول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز ہے
چپل پروڈکٹس
۲۹/۴۲ مچھلیا بازار ۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار ۔ موٹر سائیکل ۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹوونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!
autowings,
آٹوونگس
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE No. 76360.

قادیان میں قربانی اور صدقہ کے جانور کا انتظام

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کے روز قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ نیز دفعِ شر و کسبِ خیر کے لئے صدقہ دینا سنتِ نبوی ہے۔ دعاؤں میں جو کمی رہ جاتی ہے وہ صدقہ سے پوری ہو جاتی ہے۔

احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں۔ اور جانور کا صدقہ بھی کرتے ہیں۔ اور جو دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ اُن کی طرف سے قربانی یا صدقہ کے جانور کا انتظام قادیان میں کر دیا جائے تو امارت مقامی کی طرف سے انتظام کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے جہاں ان بھائیوں کے ذمہ ایک فرض ادا ہو جاتا ہے یا دفعِ شر و کسبِ خیر کے لئے صدقہ نکل جاتا ہے۔ وہاں قربانی یا صدقہ کا گوشت قادیان میں مقیم مستحق درویشان کے استعمال میں آجاتا ہے۔

بیرونی ممالک سے بعض مخلصین نے قیمت جانور کا اندازہ دریافت کیا ہے۔ سو ایسے تمام مخلص احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جانوروں کی قیمت میں اضافہ کی وجہ سے مقامی طور پر قادیان میں ایک جانور کی اوسط قیمت ۱۶۰/- روپیہ سے ۱۷۰/- روپے تک یعنی بارہ ۱۲ پونڈ یا بائیس ۲۲ ڈالر مقرر ہے۔ اسی حساب سے دوسرے ممالک کے احباب اپنے اپنے ملک کی کرنسی کا حساب لگالیں۔

خاکسار:- مرزا وسیم احمد۔ امیر مقامی قادیان

انفاق فی سبیل اللہ اور اس کی اہمیت — بقیہ صفحہ (۷)

نے ایک لائحہ عمل؛ ایک نصب العین اُن کے سامنے رکھا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ۔ اور انہوں نے ساری عمر اس ماٹو کو حرزِ جان بنائے رکھا اور عمل کر دکھایا۔ اور اس طرح انہوں نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ خود خداوندِ کریم سے پایا۔ اسی طرح ہم بھی صرف اس زمانہ کو پا لینے کی وجہ سے آخرین منہم کے گروہ میں خدا تعالیٰ کے نزدیک شامل نہیں سمجھے جا سکتے۔ جب تک کہ ان ذمہ داریوں کو ادا نہ کریں جو لما یلحقوا بھم والی آیت سے پہلے بیان کی گئی ہیں۔ یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔ ہم آخرین کے گروپ کے تبھی مصداق ہوں گے جب ہم وہ فدیہ ادا کریں گے جو کہ اسلام ہم سے مانگتا ہے۔ اور جب اس عزم بالجزم پر ہمارا قول اور ہمارا فعل دونوں شہادت دیں گے کہ ہم اپنی جان۔ مال۔ عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں گے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیفِ منیفہ سے تین اقتباسات پیش کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

— (۱) —

"یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔ اس لئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس (جہاد) میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کر دے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹۶)

— (۲) —

اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو۔ کچھ کام میں گذارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے۔ بس دور جاؤ اس سے
یارو یہ اژدہا ہے۔ جاں کو بچاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(درثمین)

— (۳) —

"میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں۔ اور یہ بات پہنچا دوں ...... کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جائے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی۔ میری موت۔ میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

احمدیہ مسلم کانفرنس بھاگلپور (بہار)

مورخہ ۱۰، ۱۱ جون ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوگی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال صوبائی کانفرنس بھاگلپور میں ہونا قرار پائی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کانفرنس مورخہ ۱۰-۱۱ جون ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوگی۔ بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ کرام و احبابِ جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے اس کانفرنس کو سلسلہ عالیہ احمدیہ اور احبابِ جماعت کے لئے بہت زیادہ بابرکت بنائے اور سعید روحوں پر حقیقت آشکار ہو جائے آمین۔

کانفرنس کے متعلق خط و کتابت درج ذیل پتہ پر فرمائیں:-

خاکسار:- عبد الرشید ضیاء مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

AHMADIYYA MUSLIM MISSION,
TATAR PUR ROAD,
BHAGALPUR - 2 (BIHAR)
PIN. 812002.

اعلانِ نکاح

مورخہ ۷۸/۶/۲ کو بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی قادیان نے مکرم مولوی عبد الواحد صاحب درویش دکاندار کی بیٹی عزیزہ زینب نسرین صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم سید انوار احمد صاحب ولد مکرم سید محامد حسین صاحب آف خان پور ملکی کے ساتھ مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر کے عوض فرمایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا مکرم مولوی عبد الواحد صاحب پرانے درویش ہیں اور بڑی عمر میں اُن کی دوسری شادی ہوئی۔ پھر اُن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ آپ نے فرمایا حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی شدید خواہش تھی کہ درویشانِ کرام کی شادیاں ہوں۔ اور آگے اُن کی نسل کا سلسلہ چلے۔ چنانچہ کئی معمر درویشوں کی زمانہ درویشی میں شادیاں ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں اولاد بھی عطا کی۔ ایجاب وقبول کے بعد اجتماعی دعا کرائی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجبِ رحمت و برکت بنائے اور مثمر ثمراتِ حسنہ کرے۔ آمین۔

مکرم مولوی عبد الواحد صاحب درویش نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ پانچ روپیہ شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیٹر بدر)

دعائے رخصتی

مورخہ ۷۸/۶/۵ کو مکرم محمد یوسف صاحب گجراتی درویش اپنی بیٹی عزیزہ امۃ الکبیر صاحبہ کو جن کا نکاح پاکستان میں ہو چکا تھا، شادی کے سلسلہ میں واہگہ بارڈر سے رخصت کرنے کے لئے گئے۔ کل بعد نمازِ عصر محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب نے مکرم محمد یوسف صاحب موصوف کے مکان پر مقامی مستورات کی کثیر تعداد سمیت اجتماعی دعا کرائی۔ نیز آج ۷۸/۶/۵ کی صبح پونے آٹھ بجے قادیان سے روانگی کے وقت محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دعا کے ساتھ عزیزہ کو رخصت کیا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے اور اہلی زندگی میں اس کو خوش رکھے۔ اور اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے موجبِ صد رحمت و برکت بنائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)